

مکنی عہد میں اسلامی احکام کا ارتقا

ڈاکٹر انیس احمد

اسلامی تاریخ اور سیرتِ طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زمانی تقسیم کے لحاظ سے مکنی اور مدنی ادوار میں تقسیم کیا جاتا ہے اور عموماً یہ خیال پایا جاتا ہے کہ مکنی دورِ عقیدہ سے متعلق تعلیمات وہدایت سے تعلق رکھتا ہے اور مدنی دور میں معاشرتی، معاشی اور سیاسی تعلیمات نازل ہوئیں۔ یہ تصور نہ صرف عام افراد میں بلکہ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور اہل علم میں بھی بڑی حد تک ایک حقیقی مسئلہ اختیار کر گیا ہے اور سمجھ لیا گیا ہے کہ مکنی دورِ عبادت، تزکیہ نفس اور تعمیرِ شخصیت و کردار سے تعلق رکھتا ہے، جب کہ مدنی دور میں سماجی معاشرتی، سیاسی اور مین الاقوامی معاملات کے حوالے سے ہدایات دی گئیں، بالخصوص حدود و تعزیرات کے بارے میں یہ تصور پایا جاتا ہے کہ ان کی تعلیم و نفاذ صرف مدنی دور ہی میں ہوا۔ دیکھا جائے تو اسلام کی دعوت کا نقطہ آغاز تو حید ہے اور تو حید نہ صرف تو حید ذات ہے بلکہ تو حید صفات اس کا لازمی حصہ ہے اور یہی مفہوم تو حید تمام انبیاء کے کرام کی دعوت کی بنیاد تھا کہ ”اللہ کے بندے بنو اور ہر قسم کے طاغوت سے کنارہ کش ہو جاؤ۔“ اگر مسئلہ عقیدہ و عبادت کے حوالے سے چند مختلف تصورات کا ہوتا تو اہل مکہ کو اسلام سے کوئی شکایت نہ ہوتی۔ انہوں نے جہاں ۳۶۵ خداوں کے لیے اپنے دل میں جگہ بنا رکھی تھی وہاں ایک اللہ کے اضافے سے کون سی تنگی داماں پیدا ہو جاتی۔ جس حرمِ کعبہ میں عرب کے گوشے گوشے سے آئے ہوئے افراد اپنی اپنی سمجھ کے مطابق عبادت ادا کر رہے تھے، اس میں مسلمانوں کے طرز کی عبادت وہ صلوٰۃ ہو یا اعکاف اور قیام و قعود، اس کی ادائیگی سے ان کے خداوں کی ریاست میں کوئی انقلاب برپا نہ ہوتا۔

اہل مکہ، قریبیں اور مشرکین قبائل کو اچھی طرح علم تھا کہ اگر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی تو حید ذات

اور تو حید صفات کو تسلیم کر لیا گیا تو پھر ان کی معاشرت، معيشت اور سیاست کی جاہلی بنیادیں، عصمتیں، تعصبات و ترجیحات میں بنیادی تبدیلی آجائے گی۔ وہ جو سود پر تجارت کرتے تھے، جن کی اخلاقیات جنسی اباہیت پر مبنی تھیں اور جو قبائلی برتری کی بنا پر کم ترقائی کو اعلیٰ مناصب کے لیے ناالل سمجھتے تھے، بخوبی جانتے تھے کہ اسلامی الاخوت وعدالت کے پیش نظر اپنی ماضی کی روایات اور آباء و اجداد کے طریقوں، تبریقات جاہلیہ کو چھوڑنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ یہ سودا ان کے لیے بہت آسان نہ تھا۔ اس لیے مکی دور میں دعوتِ اسلامی کے آغاز ہی سے اہل مکہ اور اہلی عرب کے سامنے یہ بات واضح تھی کہ یہ ایک دعوت انقلاب ہے۔ ماضی کی روایات، تصورات اور تعصبات کی جگہ ایک نئی تصور حیات کے اپنانے کا شعوری فیصلہ ہے، اور اس بنا پر انہوں نے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو حق و صداقت پرستی ماننے کے باوجود اس کا کفر و انکار کیا اور اپنے بہت سے خداوں سے اپنارشتہ توڑ کر اللہ وحدۃ لا شریک کی حاکیت اعلیٰ کے اختیار کرنے میں متذبذب اور تجہیز میں کام لیا۔ اس حوالے سے غور کرنے کا ایک اہم زاویہ یہ بھی ہے کہ اگر اسلام مجموعی تبدیلی اور اللہ کی بندگی میں ٹکّی طور پر داخل ہونے کا نام ہے تو کیا ۱۳ سال کے عرصے میں محض عبادات کی حد تک اللہ کی بندگی ہونی چاہیے تھی، یا عبادات کے ذریعے جس عبدیت کا حصول مطلوب تھا، اُس عبدیت کا اظہار معاملات میں بھی ہونا چاہیے تھا۔ کیا مکی دور مغض نظری تعلیم کا دور تھا اور مدنی دور میں وہ تحریک گاہ حاصل ہوئی جہاں اس نظری سرمایہ کو آزمایا جائے، یا جن جن معاملات میں مکہ کی تحریک گاہ میں گنجائیں تھیں ان کو بلا تفرقی نافذ کرنے کی کوشش کی گئی، اور آخر کار مدنی دور میں وہ مکمل معاشرہ وجود میں آیا، جس کی ابتداء اور بنیاد مکی دور میں رکھی جا چکی تھی۔

زیر نظر کتاب اس لحاظ سے اہمیت رکھتی ہے کہ ہم نے جس تصور تاریخ کا ذکر اور پر کیا ہے، یہ بڑی حد تک اس کی تائید میں اہم تاریخی جواز فراہم کرتی ہے۔ گوکتاب خالص علمی زاویے سے لکھی گئی ہے لیکن تحریکی ذہن اور تحریر کیلی فکر کرنے والے افراد کے لیے اس میں غور کرنے کے لیے بہت اہم مواد ہے۔ تحریکات اسلامی جو انقلابی تبدیلی لانا چاہتی ہیں اور جس میں نظریاتی طور پر بعض اوقات یہ بات کہی جاتی ہے کہ ابھی تو مکی دور سے گزرنے کی ضرورت ہے، اس کے بعد مدنی دور کا مرحلہ آئے گا۔ — کتاب میں فراہم کردہ مواد مفروضے پر نئے سرے سے غور کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

میرے مطالعہ تاریخ میں آغاز سے اس فکر کا بڑا دخل رہا ہے اور میں تاریخ کے ایک طالب علم کی حیثیت سے کسی ایسی مضبوط حد بندی کا قائل بھی نہیں رہا جس میں مکنی دور مدنی دور سے مکمل طور پر مختلف ہو۔ بعض خصوصیات میں فرق کے باوجود دونوں دور میں ایک منطقی تسلسل اور اندر ورنی ربط پایا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ قرآن کریم کی مکنی اور مدنی سورتوں میں بھی ایسی حد فاصل کھینچتا جوان کو مکمل طور پر دو الگ انواع بنادے، درست طرز فکر نہیں ہے۔ سورہ بنی اسرائیل کے مکنی ہونے کے باوجود اس میں اسلامی ریاست کے وجود کی دلیل واضح الفاظ میں پائی جاتی ہے۔ جب خاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا تعلیم کی جاتی ہے کہ: اے میرے رب! مجھے سچائی کے ساتھ اس شہر سے نکال اور سچائی کے ساتھ داخل کرو اور سلطنه (امتدار) کو میرا مددگار بنادے۔ یہاں مقصود کسی تفصیل میں جانا نہیں ہے صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ مکہ اور مدینہ و قلعی منقسم حوالے نہیں ہیں۔ ان میں ایک فکری اور عملی ربط ہے، کیونکہ اسلام روزِ اول سے جامع و شامل نظام بن کر آیا۔ عملًا ایسا نہیں ہوا کہ پہلے قلفہ اور فکری نقشہ بنا کر پیش کیا گیا ہو اور پھر اسے عمل نافذ کیا گیا ہو۔ بہت سے عملی مسائل مکنی دور میں حل کیے جا چکے تھے اور بہت سی اصلاحات کا آغاز مکنی دور میں ہو چکا تھا، جن کی تکمیل مدنی دور میں ہوئی۔

اس حوالے سے ڈاکٹر یاسین مظہر صدیقی نے جو تحقیقی مواد یک جا کیا ہے، وہ غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔ معاملات تجارت و معیشت کے باب میں (ص ۳۸۱-۳۸۰) مصنف نے اصول و احکام تجارت میں بیع، شراکت و ندیمی (دو حضرات کا ایک دوسرے کا تجارتی ساتھی ہونا)، اور مضاربہ کے حوالے سے حیات مبارکہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عرب میں مروجہ طریقوں سے بحث کی ہے، جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مکنی اور مدنی دور میں مضاربہ اور مشارکت کے اسلامی اصولوں میں عدل و انصاف کے اصول کس طرح اختیار کیے گئے۔ تجارتی معاهدوں اور دارالاسلام اور دارالحرب میں تجارتی روابط کا قاعدہ وکلیہ بھی مکنی دور میں وجود میں آچکا تھا (ص ۳۹۹)۔ اجرت اور اجیر کے احکام کے حوالے سے مکنی دور سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ بکریوں کے چرانے کا معاوضہ کس طرح معین کیا جائے (ص ۴۰۶)۔

اسلام معاشرت و معیشت و سیاست کی بنیاد جن اصولوں پر ہے ان میں عدل کو بنیادی

اہمیت حاصل ہے، چنانچہ وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا (الانعام ۱۵۲:۶) کا اصول سورہ نحل میں مزید واضح کر دیا گیا کہ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعُدْلِ (۹۰:۱۲)، یعنی اللہ تعالیٰ عدل کا حکم دیتا ہے۔ اس عدل کی عملی شکل تاپ توں میں کمی نہ کرنا اور پیکاںوں کا صحیح طور پر استعمال کرنا مکنی آیات میں واضح طور پر نظر آتا ہے۔ چنانچہ سورہ انعام میں وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَ الْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ (۱۵۲:۶) اور سورہ اعراف (۷:۸۵) میں فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَ الْمِيزَانَ..... یا سورہ بنی اسرائیل (۱:۳۵) میں وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كُلْتُمْ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ..... یا سورہ ہود (۱۱:۸۳-۸۵) میں ”اوْفُوا الْكَيْلَ اَوْ زِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ.....“ اور نہ گھٹاؤ ماپ اور توں..... اے قوم پورا کرو ماپ اور توں انصاف سے۔۔۔۔۔ ان آیات مبارکہ میں مکنی دور میں ہی مسلمانوں اور غیر مسلموں کو اسلامی معيشت سے آداب و احکام سے آگاہ کرنے کے ساتھ خرمت بیان کردی گئی۔ احسان کا حکم بھی مکنی دور ہی میں نازل ہو گیا۔ ہل جزاً

الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ (الرحمن ۵۵:۲۰)

معاشرتی معاملات میں عفو و درگزر سے کام لیتا (الاعراف ۷:۱۹۹) یا (تعابن ۴۳:۱۳) بھلائی کے ذریعے برائی کو دور کرنا۔ الاعراف: ۹۵ اور الشوریٰ: ۳۰، عہد کا پورا کرنا (نحل ۱۶:۹۱) امانت کی اہمیت اور احکام الاعراف: ۱۸، الشعرا: ۱۰، ۱۲۵، ۱۲۳، ۱۲۸، ۱۷۸، ۱۸۰، یا الدخان: ۱۸ وغیرہ میں ان پہلوؤں کو واضح اور قطعی شکل دے دی گئی۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک بھی مکنی آیات میں بہت اہم کر سامنے آتا ہے۔ چنانچہ الانعام (۱۵۲:۶)، بنی اسرائیل (۱۷:۲۳)، الاحقاف (۱۵:۳۶) اس کی واضح مثالیں ہیں۔ ماسکین کے حقوق الماعون میں کھول کر بیان کردیے گئے۔ تیموروں کے ساتھ بھلائی کے برتابوں کے حوالے سے الفجر (۸۹:۱۸-۱۷) میں تاکید کی گئی کہ اہل ملة اور قریش میتیم کی عزت نہیں کرتے اور مقام کو کھانا نہیں کھلاتے۔

خدو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے الفتحی میں اشارہ کیا گیا کہ صاحب وحی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ماننے والے کس طرح میتیم کے ساتھ پیش آئیں۔ سورہ دہر (۲۱:۵) میں محتاج اور بن باپ کے لڑکے کو کھانا کھلانے کی ترغیب و تعلیم دی گئی۔ سائل و محروم کے حقوق کا تعین بھی کر دیا گیا۔ چنانچہ سورہ ذاریات (۱۹:۵۱) میں اموال میں سائل و محروم کا حق رکھ دیا گیا۔ المعارج (۷۰:۲۲-۲۵) میں اسی بات کی توثیق و تائید کی گئی۔ مہماںوں کے حقوق کے حوالے سے

سورہ ذاریات میں حضرت ابراہیمؑ کی ایمان و اری کا واقعہ اور الحجرؑ کی آیت ۳ میں اس طرف تعلیم مکنی دور سے تعلق رکھتی ہے۔ ایسے ہی سورہ مزمل، آیت ۲۰ میں بیمار کی عیادت کا اصول بیان کر دیا گیا۔ شوریٰ جو اسلامی ریاست اور اصول حکومت کا بنیادی رکن ہے اس کی طرف بھی مکنی و جی میں الشوریٰ: ۷ میں متوجہ کر دیا گیا۔

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ گوآیات جہاد و قبال کی اکثریت مدنی ہے، لیکن جہاد بمعنی دفاع و مدافعت کے اصول کو مکنی دور کی محل میں بدل لینے کی اجازت بلکہ حق کو تسلیم کرتے ہوئے بیان کر دیا گیا۔

معاشری معاملات میں خصوصاً سود (ربو) کے حوالے سے سورہ روم کی آیت ۳۹ میں یہ ارشاد فرمाकر وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ رِبَّا لَيْرُبُوا فِيَّ أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرُبُّوَا عِنْدَ اللَّهِ (جو سود تم دیتے ہو تاکہ لوگوں کے اموال میں شامل ہو کروہ بڑھ جائے، اللہ کے نزدیک وہ نہیں بڑھتا) اہل ایمان کو مکمل طور پر تحریم کے آنے سے قبل ہی ذہناً اور عملًا یہ بات سمجھادی کہ سود سے مکمل اجتناب کرنا توحید کے مطالبات میں سے ہے، نہ صرف یہ بلکہ اس سے یہ بات بھی واضح کر دی گئی کہ سود سابقہ شرائع میں بھی حرام ہی تھا۔ اس لیے بعد میں اس کی خرمت اس سلسلہ تعلیم و تشریع کی تکمیل کی حیثیت رکھتی ہے۔

حدیث پر غور کیا جائے تو حدیث معران میں جن مشاہدات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ ہے ان میں سود، زنا، غیبت، حرام مال کھانے والوں، مال غصب کرنے والوں، سب کا تذکرہ یہ ثابت کرتا ہے کہ مکنی دور میں ہی میں ان کی خرمت کی طرف واضح اشارہ کر دیا گیا تھا۔

بے حیائی کے کام بالخصوص زنا کے حوالے سے سورہ فرقان (۲۸:۲۵) اور بنی اسرائیل (۳۲:۱۷) میں کہا گیا کہ اہل ایمان ان سے بچتے ہیں۔ گویا حمد زنا سے قبل بھی زنا کو حرام قرار دیا جا چکا تھا۔ بحرت سے قبل جن اہل یہ رب سے بیعت لی گئی اس میں بھی سرقة، افتراء، قتل، شرک کے علاوہ زنا سے اجتناب کی شرط بھی شامل تھی۔ گویا احکام تحریم کی دور ہی میں آچکے تھے۔ (تفصیلات کے لیے دیکھیے: بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب وفود الانصار)

زنا جسے قرآن کریم نے فواحش میں شامل کرتے ہوئے کبیرہ گناہ قرار دیا ہے، مکنی آیات

میں بصراحت اس کی حرمت کا ذکر پایا جاتا ہے۔ سورہ انعام میں ہے: وَ لَا تُقْرِبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَّنَ (۱۵۱:۴)۔ ایسے ہی الاعراف میں قُلْ إِنَّمَا حَرَمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَّنَ وَ الْإِثْمُ وَ الْبُغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ (۷:۳۳)، یا الشوریٰ میں ہے وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبِيرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ (۳۲:۳۲)، اسی طرح الجم میں الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبِيرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ (۳۲:۵۳) کا واضح بیان یہ ظاہر کرتا ہے کہ حد زنا سے قبل ہی تحریم کے احکام آپنے تھے۔ لیکن چونکہ حد کے اجر کے لیے حکومتی ادارے کی ضرورت تھی اس لیے حدود کا نفاذ مکمل میں نہیں کیا گیا بلکہ ریاست کے قیام مدینہ منورہ میں عمل میں آیا۔

”فُحْمَاءُ“ کی اصطلاح اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ مکنی دور ہی میں بڑی برائیوں کی حرمت کا حکم آپنکا تھا۔ چنانچہ سورہ یوسف (۲۳:۱۲) میں یا انخل (۹۰:۱۶) میں یا العنكبوت (۲۵:۲۹) میں بصراحت فحش سے اجتناب کے حکم کی موجودگی یہ ظاہر کرتی ہے کہ احکام یا کیا یک مدینہ میں نازل نہیں ہوئے، گوان کی تحریم مدینہ ہی میں ہوئی۔

قتل نفس کے حوالے سے بھی جو اسلام اور ماقبل کی شریعتوں میں حرام تھا مکملی آیات میں واضح احکام ملتے ہیں۔ بنی اسرائیل (۱۷:۳۳) میں ”اور نہ مارو جان سے، حرام کیا ہے اللہ نے مگر حق پر“۔ ایسے میں الفرقان (۲۸:۲۵) میں یا الانعام (۱۵۲:۶) میں واضح احکام کا نزول ہوا۔ مندرجہ بالا مثالوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ گو اسلامی شریعت میں سزاوں بالخصوص حدود کے حوالے سے احکام مدینہ منورہ میں آئے، لیکن ان جرمائم کا جرم ہونا اور ان سے اجتناب کرنے کا حکم مکنی دور ہی میں آپنکا تھا۔ حتیٰ کہ شراب کے حوالے سے گو آیت تحریم الخمر سورہ مائدہ میں آئی لیکن جو اشارے پہلے کیے جا چکے تھے ان کی بنا پر اس سے اجتناب مکنی دور ہی میں شروع ہو چکا تھا۔

اسلام جس تہذیب و اخلاق کا علم بردار ہے وہ ایک کلی اور ہمہ گیر تہذیب و اخلاق کا علم بردار ہے وہ ایک کلی اور ہمہ گیر تہذیب ہے جس میں اصل قوتی محکمہ قانون کی گرفت نہیں ہے بلکہ انسان کے اندر کا وہ ضمیر ہے جسے حدیث نبوی نے ”مفتقی“ سے تعبیر کیا ہے۔ جب دل اپنی صحیح حالت میں ہو اور پتھر کی وہ سنگلاخ شکل اختیار نہ کر گیا ہو جو نہ لرزے نہ خوف الہی سے پھٹے تو انسان کا دل

اسے کسی نجاش کے ارتکاب پر نہ آمادہ کر سکتا ہے، نہ اس کی ترغیب دے سکتا ہے۔ ہاں، جب قلب یکے بعد دیگرے گناہوں کی کثرت سے ان کا عادی بن جائے تو پھر وہ اسے صحیح فتویٰ نہیں دے سکتا۔ الغرض ملکی اور مدنی ادوار کو ایک دوسرے سے مکمل طور پر الگ کر کے دیکھنا حقیقت واقعہ سے زیادہ مناسب نہیں رکھتا۔ احکام کا نزول و اجر ایک مسلسل عمل ہے جو مذینہ میں اپنی تحریک کو پہنچا لیکن اصلاً احکام کا علم اور اسلام قول کرنے کے عملی نتائج کا شعور و ادراک ملکی دور میں ہی ہو چکا تھا۔ یہی سبب ہے کہ اہل ملت نے اپنی پوری قوت کے ساتھ اسلام کی انتقلابی تحریک کو روکنے کی پوری کوشش کی۔ انھیں علم تھا کہ یہ چند نظری اصولوں یا عبادات کا نام نہیں ہے بلکہ ایک دعوت انتقلاب اور دعوت ماہیت فلکی ہے جس میں سیاسی، معاشرتی، معاشی طرزِ عمل کو بدلنا ہو گا۔ اسلامی حدود کے اجراء سے قبل ان کی حرمت اور اہل ایمان کے حقوق و فرائض کی وضاحت ملکی دور ہی میں ہو چکی تھی۔ کتاب میں جو مواد تحقیق کے ساتھ جمع کیا گیا ہے وہ اہل علم کے لیے فکری غذا فراہم کرتا ہے اور سیرت و تاریخ کے طلبہ کے لیے غیر معمولی طور پر اہم معلومات کا حامل ہے۔ ڈاکٹر محمد یاسین مظہر صدیقی صاحب اس علمی کام پر شکریہ کے متحقی ہیں۔

(ملکی عہد نبوی میں اسلامی احکام کا ارتقا، ڈاکٹر محمد یاسین مظہر صدیقی، ناشر: نشریات، ۳۰۔ اردو بازار، لاہور۔ فون: ۳۷۳۲۰۳۱۸۔ صفحات: ۵۹۸۔ قیمت: درج نہیں۔)

الابلاغ ٹرست بلڈنگ کی تعمیر

گذشتہ سال ٹرست کی بلڈنگ کے لیے رقم جمع کی گئی تھی۔ عزم وارادہ یہی تھا کہ فوراً ہی تعمیر شروع کر دیں گے اور ان شاء اللہ جلد ہی عمارت مکمل ہو جائے گی۔ لیکن بعض اسباب سے تاخیر ہوتی گئی اور ابھی تک تعمیر کا آغاز نہیں ہو سکا۔ اب تک اس فنڈ میں تقریباً ۲۰ لاکھ روپے جمع ہو چکے ہیں۔ تعمیرات کے لیے تیاری جاری ہے۔ آغاز ہونے پر قارئین کو اطلاع دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم اس منصوبے کو جلد پایہ تکمیل تک پہنچا سکیں۔

الابلاغ ٹرست